© rasailojaraid.com

مقالات ومضامین

دینی مدارس کو غیر مؤثر بنانے کی مہم

حضرت مولانا زاہد الراشدی مدظلہم

8 اگست منگل کو مرکزی جامع مسجد شیرانوالہ باغ گوجرانوالہ میں ضلع بھر کے دیوبندی علماء اور سرگرم کارکنوں کا بھرپور کنونشن ہوا جس کی صدارت خانقاہ سراجیہ مجددیہ کندیاں شریف کے سجادہ نشین حضرت مولانا خواجہ خلیل احمد دامت برکاتہم نے کی۔ کنونشن سے وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے ناظم اعلیٰ مولانا قاری محمد حنیف جالندھری، جمعیت علماء اسلام (س) کے سیکرٹری جنرل مولانا عبدالرؤف فاروقی، پاکستان علماء کونسل کے چیئرمین مولانا صاحبزادہ زاہد محمود قاسمی اور دیگر سرکردہ زعماء نے خطاب کیا۔ ضلع گوجرانوالہ کے مختلف علاقوں سے شدید گرمی اور حبس کے باوجود کم وبیش دو ہزار کے لگ بھگ علماء کرام اور کارکنوں نے شرکت کی، جبکہ مقامی علماء کرام میں سے مولانا محمد ریاض خان سواتی، مولانا داؤد احمد میواتی، مولانا قاری گلزار احمد قاسمی، مولانا شاہنواز فاروقی، مولانا عبد الواحد رسول نگری، مولانا قاضی عطاء اللہ، مولانا حافظ محمد صدیق نقشبندی، مولانا سید غلام کبریا شاہ، حاجی عثمان عمر ہاشمی، چودھری بابر رضوان باجوہ، مولانا قاری حماد الزہراوی، مولانا افضال الحق کھٹانہ، مولانا محمد رفیق عابد علوی، مولانا قاری محمد یوسف عثمانی اور دیگر سرکردہ حضرات بطور خاص قابل ذکر ہیں۔ کنونشن کا اہتمام جمعیت اہل السنۃ والجماعۃ حنفی دیوبندی ضلع گوجرانوالہ نے کیا اور جمعیت کے سیکرٹری جنرل مولانا حافظ گلزار احمد آزاد کی سرکردگی میں رابطہ کمیٹی نے ضلع کا تفصیلی دورہ کر کے احباب کو اس میں شرکت کے لیے تیار کیا۔ ان کے ساتھ اس محنت میں مولانا شاہنواز فاروقی، مولانا عبید اللہ حیدری، مولانا محمد جواد قاسمی، مولانا شوکت منصور، مولانا زاہد اللہ اور دیگر حضرات مسلسل سرگرم رہے۔ جمعیت علماء اسلام (ف) کے مرکزی راہ نما سینیٹر حافظ حمد اللہ نے بھی کنونشن سے خطاب کے لیے آنا تھا لیکن وہ عین وقت پر کسی اچانک مصروفیت کے باعث نہ آسکے۔

کنونشن کے خطابات میں ملک کی عمومی صورتحال میں دینی حلقوں کی مشکلات اور ان کی جدوجہد کے تقاضوں پر اظہار خیال کیا گیا۔ دینی مدارس کی تعلیمی سرگرمیوں کو مختلف حوالوں سے محدود کرنے کی سرکاری پالیسی پر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

گفتگو ہوئی، تحریک پاکستان میں علماء کرام کے کردار اور قیام پاکستان کے نظریاتی مقاصد کا ذکر کیا گیا، اور پاکستان میں اسلامی نظام کے نفاذ کے بارے میں انٹرنیشنل اور لوکل اسٹیبلشمنٹ کے منفی رویہ کو ہدف تنقید بنایا گیا۔ مقررین نے اس عزم کا اظہار کیا کہ تمام تر رکاوٹوں اور مشکلات کے باوجود دینی مدارس اپنا تعلیمی اور معاشرتی کردار ادا کرتے رہیں گے، نفاذ اسلام کی جدوجہد جاری رہے گی، لادین قوتوں اور سیکولر حلقوں کی یلغار کا پوری قوت کے ساتھ مقابلہ کیا جائے گا، پاکستان کی سلامتی واستحکام اور نظریاتی وتہذیبی شناخت کا ہر قیمت پر تحفظ کیا جائے گا، اور وطن عزیز کے خلاف جاری اندرونی وبیرونی سازشوں کے سدباب کے لیے کسی قربانی سے دریغ نہیں کیا جائے گا۔

وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے ناظم اعلیٰ مولانا محمد حنیف جالندھری نے اپنے تفصیلی اور اساسی خطاب میں مختلف امور پر گفتگو کی اور علماء حق کے موقف وکردار کی وضاحت کی۔ ان کے خطاب کے چند اہم نکات درج ذیل ہیں:

"علماء کرام اور اہل دین کو اپنی جدوجہد کا اصل ہدف اور موجودہ عالمی کشمکش کا بنیادی نکتہ سمجھنا چاہیے۔ 1961ء کے دوران جامعہ خیر المدارس ملتان میں وفاق المدارس کے ایک اعلیٰ سطحی اجلاس میں حضرت علامہ شمس الحق افغانیؒ نے ارشاد فرمایا تھا کہ آئندہ دینی حلقوں کا مقابلہ مسیحیت، یہودیت اور دیگر مذاہب سے نہیں بلکہ "مغربیت" سے ہوگا اور علماء کرام کو اس کی تیاری کرنی چاہیے۔ آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ ملت اسلامیہ کا مقابلہ مذاہب سے نہیں بلکہ مغربی فکر وفلسفہ سے ہے۔ اور مغربی فکر وفلسفہ، جس کی بنیاد کسی مذہب پر نہیں بلکہ مذاہب کی نفی پر ہے، اسلام اور امت مسلمہ کے خلاف صف آراء ہے اور پوری دنیا میں اسلامی تہذیب وثقافت کو ختم کرنے اور اسلامی احکام وقوانین کے نفاذ کا راستہ روکنے کے لیے برسرپیکار ہے۔ مثال کے طور پر مغرب کا تقاضہ ہے کہ مرد کی مرد کے ساتھ شادی کو قانوناً تسلیم کیا جائے جو کسی بھی مذہب میں جائز نہیں ہے۔ اسی طرح مغرب یہ کہتا ہے کہ مرد اور عورت کے شادی کے بغیر اکٹھا رہنے کو ان کا حق تسلیم کیا جائے جس کی کسی بھی مذہب میں اجازت نہیں ہے۔ اس لیے بنیادی طور پر یہ بات سمجھنا ضروری ہے کہ اس وقت ہمارا مقابلہ مذاہب کے ساتھ نہیں بلکہ مغربی فلسفہ اور نظام حیات سے ہے، چنانچہ ہمارے لیے یہ ضروری ہے کہ ہم اپنی علمی وعملی محنت کو اس دائرے میں منظم کریں۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ مغربیت صرف مغرب میں نہیں بلکہ دنیا میں ہر طرف پھیلی ہوئی ہے اور عالم اسلام اور پاکستان میں بھی یہ ذہن اور اس کے لیے محنت موجود ہے، اس لیے مغربیت کو علاقائی حوالہ سے نہیں بلکہ فکر وفلسفہ اور نظام زندگی کے طور پر دیکھنا چاہیے اور ہمیں اپنے حلقوں میں بھی اس کے اثرات کا جائزہ لینا چاہیے۔

اس وقت پوری دنیا میں مذہبی تعلیمات اور احکام وقوانین کے نفاذ وفروغ کی بات ہمارے دینی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مدارس کر رہے ہیں، اس لیے وہی مغربی فلسفہ و نظام کے علمبرداروں کا سب سے بڑا ہدف اور نشانہ ہیں۔ دوسرے مذاہب مثلاً مسیحیت اور یہودیت کی مذہبی قیادتیں مغربی فلسفہ کے سامنے سپر انداز ہو چکی ہیں اور اس کے مقابلہ میں کوئی کردار ادا نہیں کر رہیں، اس لیے دوسرے مذاہب کے مذہبی حلقوں سے مغربیت کو کوئی خطرہ نہیں ہے۔ جبکہ اسلامی دینی مدارس اور مسلمانوں کے مذہبی حلقوں نے اس فلسفہ کو قبول کرنے سے صاف انکار کر دیا ہے اور وہ اس کے مقابلہ میں پوری طرح ڈٹے ہوئے ہیں، چنانچہ وہی سب سے زیادہ نشانہ پر ہیں اور انہیں ختم یا محدود کرنے کے لیے ہر سطح پر سازشیں جاری ہیں۔ اس سلسلہ میں ہمارے ملک کی حکمران کلاس کی حالت سب سے زیادہ قابل رحم ہے کہ انہیں خود کچھ پتہ نہیں ہوتا، عالمی اداروں کی طرف سے جو حکم ملتا ہے وہ سوچے سمجھے بغیر اس کی طرف چل پڑتی ہے۔ لیکن جب ان کے ساتھ میز پر دلیل اور منطق کے ساتھ بات کی جائے تو خود ان کے پاس کوئی دلیل نہیں ہوتی اور مذاکرات کی میز پر وہ ہر بار لاجواب ہوتے ہیں۔ ابھی حال میں ہی بعض قبائلی علاقوں میں یہ آرڈر جاری کیا گیا کہ کوئی طالب علم دینی تعلیم کے حصول کے لیے اپنی تحصیل سے باہر نہیں جا سکتا۔ ہم نے ان سے بات کی کہ ملک کا دستور کہتا ہے کہ پاکستان کا شناختی کارڈ رکھنے والا کوئی بھی شخص ملک کے کسی بھی حصے میں جا سکتا ہے اور رہائش، کاروبار اور تعلیم وغیرہ میں مصروف ہو سکتا ہے۔ جبکہ صاحب حیثیت خاندانوں کے بچے تو دوسرے ملکوں میں جا کر تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ اس لیے دینی تعلیم حاصل کرنے والوں کو ملک کے اندر ایک علاقہ سے دوسرے علاقہ میں جانے سے کیسے روکا جا سکتا ہے؟ یہ تو ملک کے دستور و قانون اور انسانی حقوق کے منافی ہے۔ یہ بات ان کی سمجھ میں آ گئی اور یہ آرڈر واپس لے لیا گیا۔

پھر مدارس کے چندوں کو روکنے کی کوشش کی جا رہی ہے، کہا جا رہا ہے کہ سرکاری اجازت کے بغیر قربانی کی کھالیں جمع نہ کی جائیں، حالانکہ یہ قانون صرف کالعدم تنظیموں کے لیے ہے۔ جس کا اطلاق کسی جواز کے بغیر دینی مدارس پر کیا جا رہا ہے۔ اسی طرح پنجاب میں یہ قانون لانے کی کوشش کی جا رہی ہے کہ سرکاری اجازت کے بغیر کوئی مدرسہ زکوٰۃ و صدقات وصول نہیں کر سکے گا۔ یہ قطعی طور پر غلط اور ناقابل قبول ہے۔ زکوٰۃ ہمارے دینی فرائض میں سے ہے اور اس میں قدغنیں لگانا دینی فرائض کی ادائیگی میں مداخلت کرنا ہے۔ کل یہ کہہ دیا جائے گا کہ نماز پڑھنے کے لیے بھی کسی سرکاری محکمے سے این او سی لیا جائے۔ نماز اور زکوٰۃ دین میں ایک جیسے فرائض ہیں اور کسی دینی فرض میں کسی قسم کی رکاوٹ اور پابندی کو قبول نہیں کیا جائے گا۔ (باقی صفحہ نمبر 49 پر)

© rasailojaraid.com